رسیدِ تحائفِ احباب

مجلہ فقہ اسلامی کے قارئین اور ہمارے بعض محبین نے حسب ذیل علمی تحائف ہمیں بھیجے ہیں ہم اپنے ان احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعاء گو ہیں کہ وہ مرسلین کو اجر جزیل سے سرفراز فرمائے (آمین) (واضح رہے کہ یہ تحائف کی وصولی کی رسید ہے کوئی تبصرہ نہیں اور نہ ہم خود کو کسی تبصرہ کا اہل خیال کرتے ہیں)۔ مجلس ادارت۔

اس بار موصول ہونے والے علمی تحائف میں سب سے اہم ترین تحفہ مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب کی نئی کتاب......تاریخ مدینہ منورہ......بنام......رفیق المدینۃ المنورۃ فی احوال البلدۃ المطھرۃ......ہے۔

کتاب کے اہم ابواب حسب ذیل ہیں: ہجرت النبی ﷺ، مسجد الرسول کے فضائل، منبر شریف کا بیان، ریاض الجنۃ، مسجد میں اذان کی ابتداء، الصفہ کا بیان، مسجد نبوی کے قدیم حصہ میں اسطواناتِ مبارکہ کا ذکر، مسجد نبوی شریف کے مینار، محراب اور دروازے، مسجد نبوی کی توسیع، جناب سرور دوعالم کے وصال مبارک کی تفصیل، حجرات مبارکہ کا بیان، باب زیارۃ النبی ﷺ، باب آداب الزیارۃ، باب الاستغاثہ، جنت البقیع میں حاضری کا ذکر، جبل احد اور شہدائے احد، مبارک مسجد کا ذکر، حادثات، اللہ تعالیٰ کی صفات قہریہ کا ظہور، سازشیں اور شرارتیں، مدینہ منورہ میں حادثات اور بعض فتنوں کا ذکر، مدینہ منورہ میں بعض تاریخی کنویں۔

اردو زبان میں مدینہ منورہ کی تاریخ پر عصر حاضر میں لکھی جانے والی کتب میں یہ کتاب ایک وقیع علمی وتاریخی اضافہ ہے۔ کتاب کا اسلوب سادہ اور دل نشیں ہے۔ مثلاً ایک جگہ فاضل مصنف لکھتے ہیں: مسجد نبوی شریف کی ابتدائی تعمیر میں مسجد کا طول وعرض ۷۰x۶۰ شرعی گز (ہاتھ) تھا، دیواریں اینٹوں کی تھیں۔ اور دیواروں کی چوڑائی تین مرحلوں میں وسیع کی گئی۔ شروع میں مسجد مبارک کی چھت نہیں تھی پھر کھجور کے پتوں سے بنی چٹائیوں اور شاخوں اور اذخر (کھوی) گھاس کی چھت کھجور کے تنوں پر قائم کی گئی۔ پھر اس چھت پر مٹی کا سخت گارا ڈال کر اس کو پتلے گارے سے لیپ دیا گیا۔ مگر پھر بھی بارش کا پانی بعض جگہوں سے ٹپکتا رہتا تھا۔ الخ

☆ الیقین لا یزول بالشک ☆ (فقہی ضابطہ)

کتاب میں مدینہ طیبہ کی تاریخ تو ہے ہی اسی کے ساتھ مدینہ طیبہ اور مسجد نبوی کے مختلف مقامات کا جغرافیا بھی بیان کیا گیا ہے، مفتی صاحب چونکہ خود ایک فقیہ ہیں اور فقہ ان کا موضوع خاص ہے اس لئے اس کتاب میں وہ بہت سی فقہی مغالطہ آفرینیوں کا ازالہ بھی ساتھ ساتھ کرتے چلے گئے ہیں۔

اذان کے بارے میں لکھا ہے کہ: وہ اذان جو جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے دی جاتی تھی وہ مسجد کے دروازے پر منبر اور خطیب کے درمیان دی جاتی تھی۔ اگر جمعہ کے علاوہ دوسرے دنوں اور دوسری نمازوں کے لئے اذان کی جگہ کا تعین کیا جائے تو مختلف ادوار میں مختلف جگہوں پر اذان دی جاتی رہی۔ کبھی کسی کے گھر کی چھت پر اور کبھی سیڑھی دار اسٹول پر۔ جمعہ کے دن دو اذانوں کی ابتداء حضرت عثمان کے زمانہ سے ہوئی پہلی اذان کا اضافہ حضرت عثمان نے کیا۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ان روایات سے یہ معلوم ہوا کہ مسجد میں حضرت حسان اور کعب ابن زبیر کی نعتیں اتنی قلیل اور کم وقت میں ہوتی تھیں کہ حضرت عمر جیسے ہمرکاب صحابی کو بھی اس کا علم نہیں ہوتا تھا لہٰذا ساری ساری رات مسجد میں نعتیں پڑھنا حضور ﷺ اور خلفاء راشدین کے دور میں ثابت نہیں۔

مفتی صاحب نے کتاب میں مدینہ منورہ اور مسجد نبوی کے حوالہ سے بعض عجائبات کا ذکر بھی کیا ہے جو مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ لوگوں کی یادداشتوں سے محو ہو چلے تھے۔ مثلاً مسجد نبوی کی تعمیر وتوسیع کے دوران جو سازشیں ہوتی رہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے مفتی صاحب لکھتے ہیں:۔ بہر حال ان بدبختوں نے قبلہ کی دیوار کے روشن دانوں پر خنزیر کی تصویریں بنادی تھیں۔

ترکوں کے دور میں جب توسیع کے لئے کھدائی ہو رہی تھی تو ریاض الجنۃ میں موجود اسطوانہ عائشہ کے قریب پانی کا زوردار چشمہ بہنے لگا۔ وہاں ایک منہل یعنی سبیل بنادی گئی لوگ اسے جنت کا پانی سمجھ کر استعمال کرنے لگے کیونکہ یہ پانی ریاض الجنت سے نکلا تھا۔ اس پانی کو زمزم کے پانی سے بھی زیادہ بابرکت سمجھا جاتا تھا مگر سعودی حکومت نے اس چشمہ کو بند کرا دیا۔ جیسا کہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلنے والے چشمہ کو بند کر دیا گیا تھا۔

گنبد خضرا کی تعمیر کے مختلف مراحل کا ذکر کرتے ہوئے مفتی صاحب لکھتے ہیں: کہ پہلے گنبد بیضاء تھا یہ گنبد مسجد کی چھت کے نیچے ہے۔ پھر نیلگوں رنگ کا گنبد بنایا گیا اور یہ موجودہ گنبد خضرا کی جگہ پر تھا جسے بعد میں سبز رنگ سے رنگا گیا۔ نیلگوں رنگ کا گنبد ۸۸۱ ہجری تک قائم رہا۔ ۸۸۱

میں سلطان اشرف قاتیبائی نے حجرہ مبارکہ پر چھوٹا سفید گنبد مسجد کی چھت کے نیچے تعمیر کرایا اور مسجد کی چھت کے اوپر بڑا گنبد دوبارہ مستقل ستونوں پر بنایا گیا مگر اس پر سفید رنگ کرایا گیا۔ جسے قبۃ البیضاء کہا جاتا تھا اس دور کے بعض عشاق دربار رسالت نے اپنے بزرگوں کے مزارات پر اسی نسبت سے سفید گنبد بنوائے۔

مزارات پر گنبد بنانے کی ابتداء عباسی خلافت کے ابتدائی دور میں ہوئی تھی اس سے پہلے مزارات پر گنبد بنانے کا رواج نہیں تھا۔سب سے پہلے سلطان منصور قلاوؤن نے حضور ﷺ کے مزار پر گنبد تعمیر کرایا۔

مزار شریف کے ادب واحترام کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ: اگر کوئی شخص بطور تبرک سرور دوعالم ﷺ کے گنبد خضراء کی دیواروں اور جالیوں کا بوسہ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں البتہ گنبد مبارک کا طواف کرنا اور منحنی ہوکر زمین کا بوسہ لینا مکروہ ہے۔اور سجدہ تعظیمی حرام۔ اور سجدہ عبادت کفر ہے۔

کتاب معلومات کا خزینہ وخزانہ ہے۔اردو زبان میں اتنی مدلل جامع اور اصل حوالہ جات سے مزین کتاب اس موضوع پر شاید کوئی دوسری نہ ہو۔ ہر مکتبہ اور صاحب ذوق کے پاس اس کتاب کا ایک نسخہ ہونا ضروری ہے۔ مدارس اسلامیہ کے طلبہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔ اور اسے سیرت طیبہ کے مختلف پروگراموں میں بطور انعام دیا جانا چاہئے۔ کتاب ۷۷٦ صفحات پر مشتمل اور بہترین کاغذ پر طبع ہوئی ہے مجلد ہے اور جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم گلستان جوہر بلاک ۱۵ کراچی سے شائع ہوئی ہے۔ کتاب ملک بھر کے معروف کتب خانوں پر دستیاب ہے نہ ہوتو مکتبہ غوثیہ پرانی سبزی منڈی کراچی یا ضیاء القران پبلی کیشنز سے طلب کی جاسکتی ہے۔ ہدیہ ٦۵۰ روپے ہے۔

اس کتاب کا علاوہ چند رسائل (کتابچے) اور جناب ڈاکٹر محمد اویس معصومی صاحب کی آپ بیتی مقالاتِ اربعین بھی اس بار ملنے والے تحائف میں شامل ہے لیکن چونکہ ان کا مطالعہ نہیں کیا جاسکا اس لئے ان کی تفصیلات کسی دوسرے موقع پر انشاء اللہ رسید میں شامل کی جائیں گی۔